جاری، مرکّبِ اشاری، مرکّبِ ندائیہ، مرکّبِ تاکیدی، تابع مہمل، تابع موضوع، مرکّبِ بیانی وغیرہ۔ مگر ہم یہاں ابتدائی چار مرکبات کا ذکر کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) مرکّبِ اضافی: وہ مرکّب ہے جو مضاف، مضاف الیہ اور حروفِ اضافت (کا، کے، کی) سے مل کر بنے۔ مثلاً: ادریس کا گھر، احمد کے ابّا جان، توصیف کی کتاب وغیرہ۔ اردو میں فارسی مرکبات کثرت سے مستعمل ہیں۔ فارسی میں حروفِ اضافت (کا، کے، کی) کی جگہ اضافتِ کسرہ (ِ) یا ہمزہ (ء) آتا ہے۔ جیسے: صاحب خانہ، ذرّۂ خاک وغیرہ۔

(۲) مرکّبِ توصیفی: وہ مرکّب ہے جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے۔ مثلاً: نیک آدمی، بد کردار، اونچا درخت، معصوم بچّہ وغیرہ۔ ان مرکبات میں بالترتیب نیک، بد، اونچا اور معصوم کے الفاظ صِفَت ہیں جب کہ آدمی، کردار، درخت اور بچّہ موصوف ہیں۔ فارسی مرکبات میں اردو کے برعکس موصوف پہلے اور صِفَت بعد میں آتی ہے۔ مثلاً: مردِ میدان، بچہ معصوم وغیرہ۔

(۳) مرکّبِ عطفی: وہ مرکّب جو معطوف الیہ، حرفِ عطف (و، اور) اور معطوف سے مل کر بنے۔ حرفِ عطف سے پہلے آنے والے کلمے کو معطوف الیہ اور حرفِ عطف کے بعد آنے والے کلمے کو معطوف کہتے ہیں۔ مثلاً: ارض و سما، خار و خس، پھول اور کانٹا وغیرہ۔ ان مثالوں میں حرفِ عطف سے پہلے آنے والے اسما ارض، خار، پھول ہیں۔ ان کو معطوف کہتے ہیں، جب کہ سما، خس اور کانٹا کے اسما معطوف الیہ کہلائیں گے۔

(۴) مرکّبِ عددی: وہ مرکّب ہے جو کسی اسم کی تعداد یا گنتی کو ظاہر کرے جیسے: گیارہ کتابیں، بیس آم، چالیس درخت وغیرہ۔ ان میں گیارہ، بیس اور چالیس اسمِ عدد اور کتابیں، آم اور درخت معدود ہیں۔ اس طرح عدد اور معدود مل کر مرکّبِ عددی بنتے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے، حرفِ عطف واؤ (و) ہمیشہ فارسی یا عربی الفاظ میں آتا ہے۔ ہندی، اردو یا انگریزی الفاظ کے ساتھ اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً: گل و لالہ، لوح و قلم، خشک و تر وغیرہ مرکّبات درست ہیں لیکن کالج و یونیورسٹی، گائے و بھینس، باغ و سڑک مرکّبات درست نہیں، ان کے بجائے کالج اور یونیورسٹی، گائے اور بھینس، باغ اور سڑک کہنا ہی درست ہوگا۔

امدادی افعال

اردو زبان کی مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس زبان میں امدادی فعل نے بڑی وسعت اور نزاکت پیدا کر دی ہے۔ تحریر و تقریر میں اکثر اوقات اصل فعل کے ساتھ کوئی دوسرا فعل یا اس کا جز و استعمال کیا جاتا ہے جس سے اصل فعل میں تھوڑا بہت تغیّر پیدا ہو جاتا ہے۔ امدادی فعل اصل فعل کے معنوں میں زیادہ قوّت پیدا کر دیتا ہے اور کلام میں حسن و خوبی یا فصاحت و بلاغت آ جاتی ہے۔ وہ افعال یا ان کے اجزا جو اصل فعل کی مدد یا معاونت کے طور پر آتے ہیں، امدادی افعال یا افعالِ معاون کہلاتے ہیں۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ تمام بنیادی افعال، امدادی افعال کے طور پر استعمال نہیں ہوتے جب کہ تمام

امدادی افعال بھی بنیادی افعال نہیں ہوتے ہیں۔ عام طور پر امدادی فعل اصل فعل کے بعد ہی آتا ہے، جیسے امدادی فعل ''دینا اور لینا'' کی مناسبت سے یہ جملے:

ا۔ میں نے اسے سمجھا دیا ہے۔ ٢۔ یہ رقم رکھ لیجیے۔

لیکن کبھی کبھی امدادی فعل اصل فعل سے پہلے بھی آجاتا ہے۔ جیسے:

ا۔ ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا ٢۔ مجھ کو لے ڈوبا ترا شہر میں یکتا ہونا

اردو میں بالعموم استعمال ہونے والے امدادی افعال جن مصادر سے بنتے ہیں وہ یہ ہیں:

دینا، لینا، آنا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا، ہونا، بیٹھنا، اٹھنا، چکنا، سکنا، پانا، کرنا، نکلنا، لگنا، چاہنا، رکھنا۔

ذیل کی سطور میں ان مصادر کو جملوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ان مثالوں کو بغور دیکھیے، ان میں شعری مثالیں بھی شامل ہیں:

(۱) دینا

ا۔ میں نے اسے سمجھا دیا ہے۔
٢۔ پھر وہ چل دیا۔
٣۔ براہِ کرم مجھے جانے دو۔
٤۔ باپ نے ناخلف بیٹے کو گھر سے نکال دیا۔

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو

(٢) لینا

ا۔ یہ رقم رکھ لیجیے۔
٢۔ میں نے تمھاری بات سن لی ہے۔
٣۔ یہ خط پڑھ لیجیے۔
٤۔ راستے میں طوفان نے آلیا۔

روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی

(٣) آنا

ا۔ اگر بن آیا تو تمھاری طرف بھی آؤں گا۔
٢۔ جاؤ پہلے بچّے کو سکول چھوڑ آؤ۔
٣۔ جب چاہو چلے آنا۔
٣۔ یہ خیال کیسے ابھر آیا؟

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

(٤) جانا

ا۔ پتّے بکھر گئے۔
٢۔ ابھی بیٹھو پھر چلے جانا۔
٣۔ وہ اپنی ہی کہے جاتا ہے۔
٤۔ میں خط لکھتا جاتا تھا اور وہ پڑھتا جاتا تھا۔

کام مردوں کے جو ہیں سو وہی کر جاتے ہیں
جان سے اپنی جو کوئی کہ گزر جاتے ہیں

(۵) ڈالنا

ا۔ ''مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے۔''
٢۔ بچّے نے چیونٹی کو پاؤں تلے مسل ڈالا۔
٣۔ جو دل میں ہے ابھی سے کہ ڈالو۔
٤۔ لگائی بجھائی نے بالآخر بھائیوں میں جدائی کر ڈالی۔

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

(٦) پڑنا

ا۔ آج بہت دنوں بعد دکھائی پڑے ہو؟
٢۔ اسے گہرائی میں اترنا پڑا۔

۳۔ آج حامد محمود سے الجھ پڑا۔ ۴۔ آپ کو مجھ سے معافی مانگنی پڑے گی۔

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار | اے کاش! جانتا نہ تری رہ گزر کو میں

(۷) ہونا ۱۔ اگر وہ آیا ہوتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ ۲۔ یہ تمام واقعہ میرا سنا ہوا ہے۔

۳۔ غالباً اس نے ایسا ضرور کیا ہوگا۔ ۴۔ وہ ہوسٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا | جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

(۸) بیٹھنا ۱۔ ہم تو اپنی قسمت کو رو بیٹھے ہیں۔ ۲۔ دراصل وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے۔

۳۔ وہ ایسے کام اکثر بے سوچے سمجھے کر بیٹھتا ہے۔ ۴۔ میں ہی پوچھ بیٹھا ہوں تو بتا دو۔

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعدِ فنا بھی مجھ پر | بیٹھی بیٹھی ہے، دبی جاتی ہے تُربت میری

(۹) اٹھنا ۱۔ وہ یکا یک بول اٹھا۔ ۲۔ وہ درد کی شدّت سے چیخ اٹھا۔

۳۔ میری بات سنتے ہی وہ بھڑک اٹھا۔ ۴۔ کھلونا دیکھتے ہی بچّے کا دل مچل اٹھا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے | اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۱۰) رہنا ۱۔ کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے۔ ۲۔ وہ بولتا رہا اور میں چپ چاپ سنتا رہا۔

۳۔ کیا سوچ رہے ہو؟ ۴۔ وہ اکثر یہاں آتا رہتا ہے۔

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا | کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(۱۱) چکنا ۱۔ میں خط لکھ چکا ہوں۔ ۲۔ وہ کھانا کھا چکا ہے۔

۳۔ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ ۴۔ جو کہنا ہے کہ چکو۔

طے کر چکا جو منزلِ شب، کاروانِ صُبح | ہونے لگا افق سے ہویدا نشانِ صُبح

(۱۲) سکنا ۱۔ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ ۲۔ میں یہ کام بخوبی کر سکتا ہوں۔

۳۔ کاش! تم میری بات سمجھ سکتے۔ ۴۔ میں تمھیں کچھ نہیں دے سکتا۔

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے | میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تُو سما سکے

(۱۳) پانا ۱۔ ابھی آدھا ہی راستہ طے کر پایا تھا کہ طوفان نے آلیا۔ ۲۔ کیا مجال کہ آدمی ٹھہرنے پائے۔

۳۔ وقت نکال پایا تو ضرور آؤں گا۔ ۴۔ میں یہ کام شاید کل تک ختم کر پاؤں گا۔

پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیان کے | اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

(۱۴) نکلنا ۱۔ جونہی میں نے اسے روتا دیکھا تو میں بھی پھوٹ بہ نکلا۔ ۲۔ مسافر گھر سے منہ اندھیرے چل نکلا۔